خونِ جگر
جگر جالندھری

غم ہمارے ہی لیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں
ہم نے آنسو ہی پیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

تم کو بھی کچھ تو جدائی نے ستایا ہو گا
ہمیں مر مر کے جیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

میری فطرت بھی تو ہو سکتی ہے آزار طلب
تمہیں نے رنج دیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

چاک دامن جو کیئے پھرتے ہیں ان لوگوں نے
چاک سینے بھی کیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

مدعا جینے کا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے
تیرے وعدے پہ جیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

سی لیئے چاکِ گریباں ترا دِل رکھنے کو
چاک دِل کے بھی سِیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

ہم اُنہیں کے لِئے ہوں یہ تو ضروری ہے، مگر
وہ ہمارے ہی لِئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

خُونِ دِل سے بھی تو ہو سکتی ہیں سُرخ آنکھیں جگرؔ
ہم نے ساغر ہی پیئے ہوں یہ ضروری تو نہیں

○

روکیں لاکھ زمانے والے
آجاتے ہیں آنے والے

جشن مناتے ہیں مُردوں کا
زِندوں کو دفنانے والے

ہم میں تابِ دید نہیں ہے
او ہم سے چھُپ جانے والے

ہم جب جانیں دِل کی تڑپ کو
خود تڑپیں تڑپانے والے

روتے اور رُلاتے دیکھے
ہنسنے اور ہنسانے والے

یہ بھی پیاسا، وہ بھی پیاسا
ہوش کر اے میخانے والے

دُور ہی منزل سے رہتے ہیں
بیٹھے ہی تھک جانے والے

تم مغرور ہو کیوں جلووں پہ
پھول ہیں یہ مرجھانے والے

تُو کبھی دانا ہو نہیں سکتا
ناداں سے ٹکرانے والے

شعرِ جگرؔ کے سب ہوتے ہیں
محفل کو گرمانے والے

یا رب مِرے سِوا نہ کسی کو ستائے غم
دُنیا سے جب میں جاؤں مِرے ساتھ جائے غم

آنا جو چاہتا ہے مِرے پاس آئے غم
مَیں آزماؤں غم کو مُجھے آزمائے غم

کیا فائدہ تڑپنے کا اے مُبتلائے غم
جب مَوت کے سِوا نہیں کوئی دوائے غم

روتا ہوں دُوسروں کی مُسرّت کے واسطے
خوشیوں کو بانٹتا ہوں مَیں لے کر پرائے غم

پتّھر بنا ہوا ہُوں مَیں بیتا بیوں کے بعد
وہ اِبتدائے غم تھی، یہ ہے اِنتہائے غم

مِلتی ہے یہ تو چیز کِسی خوش نصیب کو
ہر ایک کا نصیب کہاں ہے کہ کھائے غم

اب آنسُوؤں کو پونچھیے، دِل کو سنبھالیے
کہتے تھے بار بار "سُنا ماجرائے غم"

خاطر تواضع اُس کی ہو جب خُونِ دِل کے ساتھ
خوش ہو کے کیوں نہ پھر مرے پہلُو میں آئے غم

قسمت ہماری اُس کو جِگر سونپ دی گئی
کچُھ بھی نہیں تھا ہاتھ میں جِس کے سِوائے غم

○

اُس زُلف کی توصیف بتائی نہیں جاتی
اِک لمبی کہانی ہے سُنائی نہیں جاتی

دِل ہے کہ مَرا جاتا ہے دیدار کی خاطِر
ہم ہیں کہ اُدھر آنکھ اُٹھائی نہیں جاتی

اشکوں سے کبھی سوزِ جگر کم نہیں ہوتا
یہ آگ تو پانی سے بُجھائی نہیں جاتی

دِل سے تو ترا داغِ محبّت نہ چھُپے گا
آئینے سے تصویر چُھپائی نہیں جاتی

یارب! کہاں لے جاؤں میں حسرت زدہ دِل کو
یہ لاش تو اب مجھ سے اُٹھائی نہیں جاتی

آہوں سے کمی غم میں نہ ہوگی دِلِ ناداں!
پھُونکوں سے کبھی آگ بُجھائی نہیں جاتی

کیوں اشکِ ندامت نہ بہائیں جگرؔ آنکھیں
جو دِل میں لگی ہے وہ بُجھائی نہیں جاتی

جو لوگ اُجالے کو اُجالا نہیں کہتے
ہم اُن کو بُرا کہتے ہیں اچھّا نہیں کہتے

جو جوڑ نہ دے ٹُوٹے ہوئے تار دِلوں کے
ہم اُس کو محبّت کا ترانا نہیں کہتے

جینا اُسے کہتے ہیں جو ہو اَوروں کی خاطر
اپنے لیۓ جینے کو تو جینا نہیں کہتے

اِنساں کے دِل و ذہن مُنوّر نہ ہوں جِس سے
ہم ایسے اُجالے کو اُجالا نہیں کہتے

حیرت میں کبھی جلوے کو ہم کہتے ہیں پردہ
پردے کو کبھی شوق میں پردا نہیں کہتے

تم سامنے ہو اور تمہیں دیکھ نہ پائیں
ہم ایسے نظارے کو نظارا نہیں کہتے

ہم تم سا حسیں کیسے کہیں شمس و قمر کو
ہر حسن کو تو حسن سراپا نہیں کہتے

دل رکھنے کو منہ سے یونہی کہہ دیتے ہیں اچھا
دل سے تو جگرؔ وہ ہمیں اچھا نہیں کہتے

○

دِل سے اب اُن کے وعدوں کو دُہرا رہا ہُوں مَیں
ٹُوٹے ہُوئے کِھلونوں سے بہلا رہا ہُوں مَیں

جب سے ہوا ہے عِلم مجُھے اپنی ذات کا
سجدے پہ سجدہ خُود کو کِئے جا رہا ہُوں مَیں

اِس سے زیادہ کیا ہو ترے غم کا اِحترام
سارے جہاں کی خُوشیوں کو ٹُھکرا رہا ہُوں مَیں

جینے کی آرزُو میں مَرے جا رہے ہیں لوگ
مرنے کی آرزُو میں جِئے جا رہا ہُوں مَیں

مُشکل ہوا ہے اب اُنہیں بے تاب دیکھنا
فریاد کامیاب پہ پچھتا رہا ہُوں مَیں

مے کا نہیں، یہ تیری نظر کا کمال ہے
بل کھا رہا ہُوں بزم میں لہرا رہا ہوں مَیں

گرم سفر ہُوں شام و سحر یہ خبر تو ہے
اِس کی خبر نہیں کہ کہاں جا رہا ہوں میں

اے مہرباں! تمہُاری نگاہوں کا فیض ہے
ذرّے سے آفتاب بنا جا رہا ہُوں مَیں

اُس جانِ زندگی کی جُدائی میں اَے جگرؔ!
حیراں ہوں اِس طرح بھی جِئے جا رہا ہُوں میں

اِس کا نہیں ہے غم کہ فقط غم دیا مجھے
اِس کی خوشی ہے آپ سے کچھ تو مِلا مجھے

گو ہر بلا میں اِس نے کیا مبتلا مجھے
پھر بھی مِلا نہ دِل سا کوئی آشنا مجھے

اِس کی اذیتوں سے کروں ترکِ عاشقی
حیران ہوں زمانہ سمجھتا ہے کیا مجھے

دُنیا پکارتی ہے مجھے تیرے نام سے
بخشا ہے تیرے عشق نے کیا مرتبا مجھے

اِک خاص مہربان کی یہ خاص دین ہے
غم کیوں نہ ہو عزیز خوشی سے سِوا مجھے

دُنیا کی اُلجھنوں سے بچانے کے واسطے
دیوانہ اپنے دِل کو بنانا پڑا مجھے

اُن کی نگاہِ مست سے پیتا ہوں رات دِن
دُنیا سمجھ رہی ہے جگرؔ پارسا مجھے

ایک دن بھولے سے میرے لب پہ آئی تھی فغاں
آج تک مجھ پر محبّت کس رہی ہے پھبتیاں

ہے قسم خونِ جگر کی مجھ کو اے اُردو زباں
کم نہ ہونے دوں گا تیرے باغ کی رنگینیاں

جاں نثارِ عشق ہی ہیں آشنا اس راز سے
سر کٹا کر ہی ملا کرتی ہیں سرافرازیاں

ہوگئی تیّار جانے کے لئے تُو اے بہار!
ہم ابھی تک بھولنے پائے نہیں جورِ خزاں

زندگی مانگی تھی میں نے تو جوانی کے لئے
تُو کہاں لے جا رہی ہے مجھ کو اے عُمرِ رواں؟

آسماں تخریب کاری میں یُونہی بدنام ہے
آدمی پر کم نہیں ہیں کچھ زمیں کی سختیاں

○

اِدھر دِل غموں سے بہلنے لگا ہے
اُدھر آسماں ہاتھ ملنے لگا ہے

غرض پڑ گئی ہے مجھے دوستوں سے
بھرم دوستی کا نکلنے لگا ہے

تمہاری بُرائی ہو میری زباں سے؟
زمانہ کوئی چال چلنے لگا ہے

وہ چہرے سے پردے کو سرکا رہے ہیں
گماں ہے کہ سورج نکلنے لگا ہے

حسد دوست سے دوست کرنے لگے ہیں
یہ سانپ آستینوں میں پلنے لگا ہے

کوئی گُل کِھلانے لگی ہے محبّت
لہُو چشمِ تر سے نِکلنے لگا ہے

خُدا کیلئے آپ رُک جائیں دم بھر
بس اب دم کِسی کا نِکلنے لگا ہے

اُدھر ڈگمگانے لگا ہے زمانہ
اِدھر کوئی گِر کر سنبھلنے لگا ہے

جِگرؔ! پالکی سج رہی ہے کِسی کی
کِسی کا جنازہ نِکلنے لگا ہے

○

پیار ہونے نہ پائے جُدا، دیکھنا
زندگی بن نہ جائے سزا، دیکھنا

اِس طرح آپ مجھ کو نہ دیکھا کریں
مار ڈالے گا یوں آپ کا دیکھنا

پیار سے بزمِ ہستی میں ہے روشنی
بجھ نہ جائے کہیں یہ دِیا، دیکھنا

پڑ گئی ہیں دِلوں میں دراڑیں کئی
کیسا آیا ہے یہ زلزلا، دیکھنا

عُمر بھر کا سفر طے کیا رات میں
شمع تھی کِس قدر تیز پا، دیکھنا

آدمی آدمی سے پریشان ہے
چل رہی ہے یہ کیسی ہوا ، دیکھنا

جس طریقے سے سُلجھا رہے ہو اسے
اور اُلجھے گا یہ مسئلا ، دیکھنا

شمع پروانے مَر مِٹ کے اِک ہوگئے
دیکھنا ، عشق کی اِنتہا ، دیکھنا

عشق میں اِس طرح تم جو کِھنچتے رہے
ٹوٹ جائے گا یہ سِلسِلا ، دیکھنا

یاد اچھّی نہیں اِن بُتوں کی جگرؔ !
بھُول جائے نہ تم کو خُدا ، دیکھنا